ڈاکٹر محمد اعزاز الحسن شاہ ایم۔ پی۔ ایچ۔ ڈی

تاریخ فن سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور
محمد بن اسحاق المطلبی کا کردار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم و علی آلہ و صحبہ اجمعین وبعد

ہم اپنی بحث کا آغاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے قبل دور جاہلیت سے کرتے ہیں ۔ کہ کیا تاریخ کا اس وقت کوئی وجود تھا؟ تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ کا وجود اس طرح نہ تھا جیسا کہ بعد میں اس کا رواج ہوا ۔ اس وقت قریش کی سوچ کا تانا بانا صرف اپنے ماحول تک محدود تھا ۔ اپنے آباؤ اجداد کے کارنامے یا ان کے فخریہ امور ، زیادہ طور پر زیر بحث تھے ۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر دنیا میں ایک انقلابی تبدیلی آئی ۔ اس میں آپ کی ذات اور آپ کے ساتھیوں کی شمولیت دین اسلام کی ترویج نے خود ایک تاریخی حیثیت اختیار کر لی اور اس ابتدائی حیثیت سے تاریخ "سیرت" نے جنم لیا ۔

پہلے پہل سیرت یا تاریخ پر ابتداً کوئی کتاب مرتب نہیں ہوئی ۔ خلفاء کے زمانہ تک زیادہ توجہ قرآن پاک کے لکھنے اور یاد کرنے تک مرکوز رہی اور ساتھ عجمی لوگوں کی اسلام میں شمولیت پر کچھ عربی زبان کے قواعد لوگوں کی توجہ کا مرکز بنے رہے ۔

سیرت نگاری کی ابتداء یا اس کی تاریخ کا وجود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور سے شروع ہوا اس فن میں " عبید بن شریۃ الجرہمی " جو صنعاء کے رہنے والے تھے پہلے قدم رکھا اور " کتاب الملوک واخبار الماضین " لکھی ، اس کے بعد اکثر اہل علم نے علم تاریخ کے خاص پہلو یعنی " سیرت " کی طرف توجہ مبذول کی اس کے لکھنے میں ان کی توجہ کا خاص پہلو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے عشق و محبت کا اظہار اور ایک دلی لگاؤ تھا ۔ اس دور میں جنہوں نے سیرت نگاری میں حصہ لیا ، وہ ابتداً عروہ بن الزبیر بن العوام جن کی دادی اسماء بنت ابی بکر ہیں ، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث و واقعات اور اسلام کے ابتدائی دور پر روشنی ڈالی ۔ جیسا کہ ۔ سیرۃ ابن ہشام میں ہے ۔

ند دوّنوا فی السیرۃ کتباً ، فاذکر منھم : عروۃ ابن الزبیر بن العوّام الفقیہ المحدث

الذی مکنتہ نسبتہ من قبل ابیہ الزبیر و امّہ اسماء بنت ابی بکر، ان یروی الکثیر من الاخبار والاحادیث عن النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم وحیاۃ صدر الاسلام [1]

(اور انہی عروۃ بن زبیر بن العوام) سے ابن اسحاق الواقدی اور الطبری نے زیادہ تر روایات لی ہیں۔ بالخصوص ہجرت حبشہ، ہجرت مدینہ، غزوہ بدر وغیرہ میں اور ان کی وفات ۹۲ھ میں ہوئی۔

پسر ابان بن عثمان بن عفان المدنی جن کا سن وفات ۱۰۵ھ ہے انہوں نے بھی سیرت نگاری میں مختلف صحیفے ترتیب دیئے۔ علاوہ ازیں "وہب بن منبہ الیمنی جن کا سن وفات ۱۱۰ھ ہے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات پر ایک کتاب مرتب کی جس کا کچھ حصہ ہیڈل برگ جرمنی میں محفوظ ہے۔ [2]

اسی طرح شرحبیل بن سعد المتوفی ۱۲۳ھ، ابن شہاب الزہری المتوفی ۱۲۴ھ عاصم بن عمر بن قتادہ المتوفی ۱۲۰ھ عبداللہ بن ابی بکر بن حزم المتوفی ۱۳۵ھ موسی بن عقبہ المتوفی ۱۴۱ھ معمر بن راشد المتوفی ۱۵۰ھ زیاد البکائی المتوفی ۱۸۳ھ الواقدی المتوفی ۲۰۷ھ، محمد بن سعد (صاحب الطبقات) المتوفی ۲۳۰ھ ابن ہشام ۲۱۸ھ وغیرہ، جنہوں نے سیرت نگاری میں جان ڈالی اور ان کی تصانیف آج بھی سیرت میں سند کا درجہ رکھتی ہیں۔

سیرت نگاری کوئی مشکل موضوع نہیں، یہ تو صرف روایات کا نقل کرنا ہے۔ اس لیے اس موضوع پر بہت سے لوگوں نے حصہ لیا۔ پہلے اسے حدیث کے رنگ میں باسند ذکر کیا گیا۔ پھر بعد میں ابواب کی شکل میں، پھر متقدمین کی جمع کردہ روایات اور احادیث کا ایک تنقیدی جائزہ بھی لیا گیا۔ جیسا کہ ابن ہشام کا سیرۃ ابن اسحاق میں طریق نگارش ہے۔ کہ روایات پر برابر اس پر اگر کوئی نقد ہے تو بیان کرتے ہیں۔ پھر مؤلفین کا طریق کار دو طرح کا ہے۔ ایک تو وہ جنہوں نے متقدمین کی کتب کا اختصار یا شرح یا اس کو نظم کی شکل میں مرتب کیا، اور دوسری قسم ایسے مؤلفین کی ہے، جنہوں نے سیرت کی مختلف کتب کو جمع کرکے ان سے اپنے مزاج کے مطابق ایک کتاب ترتیب دی۔ ایسے مؤلفین کی تعداد بہت زیادہ ہے مثال کے طور پر "ابن فارس اللغوی المتوفی ۳۹۵ھ،" [3] اور محمد بن علی بن یوسف الشافعی الشامی المتوفی ۶۰۰ھ اور ابن ابی طی یحیٰ بن حمید المتوفی ۶۳۰ھ، ظہیر الدین علی بن محمد کازرونی المتوفی ۶۹۴ھ وعلاء الدین علی بن محمد الخلاطی

---

[1] دیکھیے/ سیرۃ ابن ہشام ص۵ ج ۱ (عربی) مطبوعہ مصر طبع ۲ - ۱۹۵۵م

[2] دیکھیے/ سیرۃ ابن ہشام ص۵ (عربی) مطبوعہ مصر طبع ۲ - ۱۹۵۵م

[3] سیرۃ ابن فارس کے دو قلمی نسخے نمبر ۴۹۴، ۶۰۴ تاریخ (مصر میں "دار الکتب المصریہ" میں ہیں۔

الحنفی المتوفی ۷۰۸ھ اور ابن سید الناس [2] البصری الشافعی المتوفی ۷۳۴ھ شہاب الدین الرعینی الغرناطی [5]
المتوفی ۷۷۹ھ، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن علی بن جابر الاندلسی [6] المتوفی ۷۸۰ھ، محمد بن یوسف الصالحی
(سیرت شامیہ والے) [7] المتوفی ۹۴۲ھ علی بن برہان الدین (سیرت حلبیہ والے) [8] المتوفی ۱۰۴۴ھ
وغیرہ۔ پہلی قسم کے مؤلفین میں، السہیلی اور ابوذر جنہوں نے ابن ہشام کی سیرت کی شرح کی ہے۔
قطب الدین عبدالکریم الجماعیلی [9] المتوفی ۷۳۵ھ جنہوں نے "سیرت محمد بن علی بن یوسف" کی شرح
کی ہے اور قاسم بن قطلوبغا جنہوں نے سیرت مغلطائی [10] کی تلخیص کی ہے۔

عزالدین ابن عمر الکنانی، ابوالحسن علی بن عبداللہ ابن احمد السمہودی المتوفی ۹۱۱ھ
جنہوں نے سیرت کو منظوم شکل میں مرتب کیا ان میں "عبدالعزیز بن احمد المعروف بسعد الدیری المتوفی
۶۰۷ھ ابوالحسن فتح بن موسیٰ القصری المتوفی ۶۶۳ھ اور ابن الشہید المتوفی ۷۹۳ھ۔

سیرت کا تنقیدی جائزہ جوں جوں سیرت پر کام کا دائرہ کار بڑھا، اس میں خوبیوں کی شکل میں خامیوں
نے جنم لیا تو ان خامیوں کو دور کرنے کے لیے اس کا ناقدانہ جائزہ ضروری ہوا خاص کر جب روایات کو قصّہ کی
زبان میں بغیر اسناد بیان کرنا شروع کیا۔ تو اس انداز بیان میں سیرت کے پہلوؤں میں کمزوری آئی، سیرت

---

[2] ابن سید الناس کی سیرت پر کتاب "عیون الاثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر" اس کا ایک قلمی نسخہ
"دارالکتب المصریہ" مصر میں ہے۔

[5] ان کے ایک رسالہ کا "رسالۃ فی السیرۃ والمولد النبی" قلمی نسخہ دارالکتب المصریہ میں نمبر ۴۹۴ میں ہے۔

[6] ان کی کتاب کا نام "رسالۃ فی السیرۃ والمولد النبی" اس کا قلمی نسخہ دارالکتب المصریہ نمبر ۴۹۴ "مصر میں ہے۔

[7] اس کا پورا نام "سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد" اس کے دو نسخے دارالکتب المصریہ میں ہیں، ایک
نسخہ کے چار اجزا ہیں جب کہ دوسرے کے صرف "دو" یعنی تیسرا اور پانچواں۔

[8] اس کا نام "انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون، علیہ الصلاۃ والسلام" اس کے کئی نسخے دارالکتب
المصریہ مصر میں ہیں۔

[9] ان کی کتاب کا نام "الورد العذب الہنی فی الکلام علی سیرۃ عبدالغنی"

[10] ان کا نام "حافظ علاء الدین المغلطائی، پیدائش ۶۸۹ھ وفات شعبان ۷۶۲ھ ان کی سیرت پر کتاب
"الاشارۃ الی سیرۃ المصطفیٰ وآثار من بعدہ من الخلفاء" اس کتاب کے کئی قلمی نسخے دارالکتب
المصریہ میں ہیں۔

محمد ابن اسحاق اگرچہ نئے انداز بیان اور اسلوب کی حامل ہے مگر ابن ہشام نے اس پر بھی بعض جگہ نقد کیا اور اس کی خامی کی طرف نشاندہی کی، پھر بعد میں ایسے مؤلفین بھی آئے ہیں جنہوں نے سیرت اور تاریخ کو یکجا کیا ہے۔ جیسا کہ ابن جریر طبری اور امام الحافظ ابو شجاع شیرویہ مؤلف "ریاض الانس" متوفی ۵۰۹ھ [11]

منصور نے ابن اسحاق سے پوچھا، آپ اسے جانتے ہیں؟ ابن اسحاق نے کہا۔ ہاں! یہ آپ کا صاحبزادہ ہے۔ تو منصور نے کہا کہ اس کے لیے آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک واقعات پر مبنی ایک کتاب مرتب کریں۔ ابن اسحاق نے یہ کتاب لکھی، منصور نے دیکھنے کے بعد کہا کہ یہ تو کافی طویل اور لمبی ہے۔ ذرا اس کو مختصر کریں۔ ابن اسحاق نے اس کو مختصر کیا۔ اور منصور نے اس کتاب کو اپنے خزانہ میں محفوظ کر لیا [12]۔

بعض کا خیال ہے کہ ابن اسحاق نے خلیفہ کے کہنے پر یہ کتاب تصنیف نہیں [13] کی اور نہ ہی بغداد یا حیرہ میں اس کو مرتب کیا۔ بلکہ عباسیوں کے ہاں قیام پذیر ہونے سے قبل جس شہر میں ابن اسحاق تھے وہاں لکھا۔ اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ ابن اسحاق سے روایت کرنے والے بیشتر یا تو مدنی ہیں یا مصری، کسی عراقی نے اس کو روایت نہیں کیا، ابراہیم بن سعد ابن اسحاق کے مدنی شاگرد ہیں، انہوں نے اس کتاب کو ان سے روایت کیا ہے۔ بلکہ عباسیوں کے خوف سے بعض حوادث کو ابن ہشام نے حذف کر دیا ہے تاکہ عباسی ناراض نہ ہوں، سیرت ابن ہشام نیز طبریؒ جو کہ سیرت ابن اسحاق ہی کا نچوڑ ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سیرت ابن اسحاق کے تین اجزاء ہیں۔ المبتداء، المبعث، المغازی، المبتداء دور جاہلیت کے حالات وواقعات پر مشتمل ہے۔ یہ دور چار فصلوں پر مشتمل ہے۔

المبعث، یہ حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی، ہجرت وغیرہ پر مشتمل ہے۔ باقی مغازی یہ حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات پر مشتمل ہے۔ ان غزوات میں زمانہ کی ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھا اور واقعات کو بیان کرنے میں اسناد کو بھی شامل کیا۔

ابن اسحاق کی سیرت نگاری پر ابن ہشام مغافری نے کام کیا۔ اس سیرت کو نئے سرے سے جمع کیا اور پھر سے ترتیب دی، اس ترتیب میں اکثر مقامات پر ابن ہشام نے ابن اسحاق کا تعاقب کیا ہے۔ بعض روایات میں اضافہ کیا۔ بعض میں اختصار، جیسا کہ ان کی عادت سے ظاہر ہے۔

---

[11] سیرت ابن ہشام ص۱۰ (عربی) مطبوعہ مصر طبع ۲ - ۱۹۵۵م

[12] روایت ابن اسحاق کا اصلی نسخہ وہ کوپریلی استانہ کے کتب خانہ میں ہے۔

[13] دیکھئے۔ کتاب المغازی مصنفہ ہارفٹس۔ ترجمہ ڈاکٹر حسین نصار ص۶۴

وانا إن شاء الله مبتدئ هذا الکتاب بذکر اسماعیل بن ابراهیم، ومن ولد رسول الله صلی الله علیه وسلم من ولده واولادهم لأصلابهم، الأول فالأول من اسماعیل إلی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم "۔ [۱۲]

"ہم اس کتاب کو اسماعیل بن ابراہیم سے شروع کرتے ہیں اور آپ کی اولاد میں ان لوگوں کا حال لکھیں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ نسب میں آتے ہیں۔"

گویا ابن ہشام نے ان تفصیلات کو چھوڑ دیا جو کہ ابن اسحاق نے بیان کیں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو سروکار نہیں اور اسی طرح ایسے اشعار، ایسی عبارات وغیرہ کو ذکر کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جو کہ سیرت کا حصہ نہیں۔ اسی طرح ابن ہشام نے آدم علیہ السلام سے لے کر ابراہیم علیہ السلام تک انبیاء کے ذکر کو بھی مقصد سے دور تصور کیا۔ اور صرف تاریخ اسیرت کو مقصد تک محدود رکھا اور ابن اسحاق کو بطور لاحقہ شامل کیا۔ تاکہ لوگ اس مؤرخ اور سیرت نگار کو نہ بھول جائیں۔

پھر جس طرح ابن ہشام نے ابن اسحاق کی سیرت کو نئے انداز میں مرتب کیا، اسی طرح ابوالقاسم عبدالرحمٰن السہیلی المتوفی ۵۸۱ھ نے ابن ہشام کی سیرت پر نئے انداز میں کام کیا۔ سہیلی کی یہ کاوش ابن ہشام کی شرح وتعلیق شمار ہوتی ہے۔ اس شرح وتعلیق کا نام "الروض الأنف" ان کی اس تصنیف میں ان کی تبحر علمی کا پتہ چلتا ہے۔ جو کمزوری اور خامیاں انہیں نظر آئیں انہوں نے اس کو پورا کرنے کی کوشش کی، جو کہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔

سہیلی کے طرز پر سیرت ابن اسحاق پر علامہ بدرالدین عینی نے بعد میں کام کیا اور اپنی تصنیف کا نام "کشف اللثام" رکھا۔ اپنی اس تصنیف سے ۸۰۵ھ میں فارغ ہوئے۔

بہرحال ابوذر الخشنی کی کوشش بھی اپنی جگہ قابل ستائش ہے۔ کہ انہوں نے سیرت ابن ہشام پر اپنے انداز کا کام کیا کہ جو اس کتاب کے مشکل الفاظ اور عبارات تھیں ان کا حل کیا۔ تو گویا سہیلی اور ابوذر دونوں نے سیرت ابن اسحاق اور ابن ہشام پر کام کر کے ایک عظیم کارنامہ سرانجام دیا۔

بعد میں نئے انداز میں اس کتاب کی شرح وتعلیق پر کسی نے قلم نہیں اٹھایا، البتہ اس کتاب کو مختصر کرنے کی طرف توجہ مبذول کی، ان اختصار نویسوں میں سے، ابراہیم بن محمد المرحل الشافعی آتے

---

[۱۲] دیکھیے۔ سیرت ابن ہشام ص۱۳ (عربی) نیز دیکھیے۔ سیرت النبی شبلی نعمانی ج ۱ ص۳۲ نیز سیرۃ النبی کامل ترجمہ عبدالجلیل صدیقی ناشر شیخ غلام علی ابتدا سن ج ا ص۳۲۔

کتاب کو مختصر کیا، کئی دوسرے امور کا اضافہ کیا اور کتاب کو ۱۸ مجلسوں میں مرتب کیا، اس کا نام الزخیرہ فی مختصر السیرۃ"، رکھا، وہ اس تصنیف سے ۶۱۱ھ میں فارغ ہوئے۔ پھر ان کے بعد "عماد الدین ابو العباس احمد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن الواسطی"، نے اس کو مختصر کیا اور انہوں نے اپنی تصنیف کا نام "مختصر سیرۃ ابن ہشام" رکھا وہ اس تصنیف سے ۷۱۱ھ میں فارغ ہوئے۔

بعد میں کچھ لوگ ایسے آئے جنہوں نے اس سیرت کو نظم کی شکل میں ڈھالا، ان میں "ابو محمد عبدالعزیز بن محمد بن سعید الدمیری الدیرینی المتوفی ۶۰۷ھ اور ابوالنصر الفتح بن موسی بن محمد نجم الدین المغربی الخضراوی المتوفی ۶۶۳ھ اسی طرح "ابوبکر محمد بن ابراہیم بن محمد النابلسی" المعروف بابن الشہید المتوفی ۷۹۳ھ ان کی کتاب کا نام "الفتح الغریب ۱۵" اور اسی طرح ابوالاسحاق الانصاری التلمسانی"، وغیرہ۔

ابن اسحاق کی کتاب کو اس قدر پذیرائی ہوئی کہ کئی انداز میں، مختلف علماء نے اس پر کام کیا، واقعی ابن اسحاق، سیرت نگاری کے فن میں پہلے نمبر کے سیرت نگار ہیں کہ جن کا ہم پلہ پیدا نہ ہو سکا۔ بعد میں آنے والوں نے ان کے کام کو ہی آگے بڑھایا اور ہمارا یہ کہنا درست ہے۔

فابن اسحاق فی الحقیقۃ۔ ھو عمدۃ المؤلفین الذین اشتغلو بوضع السیرۃ بعدہ حتی یمکننا ان نقول، ما من کتاب وضع فی السیرۃ بعد ابن اسحاق الا وھو غرفۃ من بحرہ ھذا اذا استثنینا رجلاً او اثنین کالواقدی وابن سعد۔

ترجمہ: سیرت نگاری کے فن میں ابن اسحاق ان تمام سیرت نگاروں سے جنہوں نے ان کے بعد سیرت نگاری کی بہتر اور عمدہ ہے، نیز سیرت پر ان کے بعد جو بھی کتاب لکھی گئی وہ ان ہی کے سمندر کا ایک چلو ہے۔ سوائے دو چند ایک کے یعنی واقدی یا ابن سعد وغیرہ ۱۶

اور اسی طرح صاحب کشف الظنون نے اس خیال کی تائید کی وہ لکھتے ہیں "اول من صنف فیہ الامام المعروف محمد بن اسحاق بن یسار اہل البخاری۔ ۱۷

---

۱۵ یہ کتاب، دس ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کا پورا نام "فتح الغریب فی سیرت الحبیب"، دیکھئے سیرۃ النبی تالیف علامہ شبلی نعمانی ج ۱ ص ۲۵۔

۱۶ دیکھئے۔ سیرت ابن ہشام ص ۱۳ (عربی) مطبوعہ مصر طبع ۲ - ۱۹۵۵ م

۱۷ کشف الظنون ج ۲ ص ۳۹۔ العلم والعقل مصطفی صبری ج ۱ ص ۴۷ نقوش رسول نمبر ص ۶۱۔ ادارہ فروغ اردو لاہور۔

لیکن عصر حاضر کے محقق ڈاکٹر مصطفی صبری کی تحقیق یہ ہے کہ سیرت کے موضوع پر سب سے پہلے ابان بن عثمان نے قلم اٹھایا پھر زہری یہ قول اپنی جگہ یوں درست ہے کہ صحابہ کے دور میں ابتدا ان سے ہوئی جبکہ تابعین میں ابتدا ان سے اور پھر دوسرے مورخین۔

ابن اسحاق

ابن اسحاق کا نسب اس طرح ہے۔ محمد بن اسحاق بن یسار بن خیار ہے۔ انہیں ابن کوثان ابوبکر بھی کہا جاتا ہے، ابو عبداللہ المدنی القرشی مولی قیس بن مخرمۃ بن المطلب بن عبد مناف ہیں۔ ان کے جد امجد کا نام "یسار" ہے وہ "عین التمر" کے قیدیوں سے تھے، عین التمر کو حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں خلافت ۱۲ھ میں مسلمانوں نے خالد بن ولید کے ہاتھوں اسے فتح کیا تھا حضرت خالد بن ولید نے عین التمر کے گرجا میں ابن اسحاق کے دادا کو بچوں میں پایا، جو کہ کسریٰ کے رہنے والے تھے۔ وہاں سے ان کو مدینہ لایا گیا۔

ابن اسحاق کی ولادت ۸۵ھ میں مدینہ میں ہوئی، کتب تاریخ اسی کو ترجیح دیتی ہے۔ باقی وفات کے بارے اقوال ۱۵۰ھ، ۱۵۳ھ یعنی ان چار سالوں میں محصور ہیں۔

ابن اسحاق نے جوانی مدینہ میں گزاری، یہ انتہائی حسین جمیل، خوبصورت چہرہ فارسی خدوخال خوبصورت بال، فریفتہ کرنے والی جوانی کے مالک تھے، ابن ندیم کے قول کے مطابق اگر درست ہو۔ امیر مدینہ کو یہ رپورٹ ملی کہ یہ عورتوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں۔ تو اس نے ان کو بلا کر چند کوڑے لگوائے اور مسجد کے آخر پر بیٹھنے سے روک دیا۔

ابن اسحاق نے مدینہ سے دوسرے شہروں کی طرف رخ کیا۔ ہوتے ہوتے وہ اسکندریہ پہنچے۔ یہ ۱۱۵ھ کی بات ہے۔ اور اسکندریہ ان کا پہلا سفر ہے۔ وہاں مصر کے علماء کی ایک جماعت سے انہوں نے روایت بیان کی، جن کے نام یہ ہیں۔ "عبیداللہ بن المغیرہ، یزید بن حبیب، ثمامہ بن شفی، عبیداللہ بن ابی جعفر، قاسم بن قزمان السکن بن ابی کریمۃ" وغیرہ ابن اسحاق ہیں ان سے روایت کرنے میں منفرد ہیں، ان سے کسی اور نے روایت نہیں کی۔

پھر ان کا سفر کوفہ۔ الجزیرہ الری اور الحیرۃ۔ بغداد کی طرف ہوا، بغداد جا کر وہیں ڈیرے ڈال لیے۔ اور وہاں ان کی ملاقات منصور سے ہوئی، اور منصور کے کہنے پر اس کے بیٹے "المہدی" کے لیے سیرت کی کتاب لکھی۔ ابن اسحاق سے بغداد میں بہت سے لوگوں نے روایت کی ہے۔ مدینہ سے تو صرف ابن سعد ہی ہیں۔ بغداد میں جتنا عرصہ رہنا تھا رہے۔ بالآخر یہیں آپ کی وفات ہوئی۔ اور "خیزران" نامی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

ابن اسحاق کے ثقہ اور غیر ثقہ میں محدثین کا اختلاف ہے۔ امام مالکؒ اور ہشام بن عروۃ بن الزبیر ان کے سخت مخالف ہیں وہ تو محدثین میں ان کو شمار ہی نہیں کرتے۔ انہیں کذب اور دجل تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہیں کرتے، ابن اسحاق پر شیعہ ہونے، قدری اور مدلس کے الزامات رکھے جاتے ہیں نیز یہ کہ وہ غیر ثقہ سے روایات لے لیتے ہیں۔ انساب میں وہ اکثر غلطی کرتے ہیں، اور اشعار اپنی کتابوں میں گھسیڑتے ہیں۔

بس ابن شہاب زہری ان کی قدر کرتے ہیں۔ علامہ شبلی نے سیرۃ میں لکھا ہے۔ کہ " امام زہری کے دروازہ پر دربان مقرر تھا کہ کوئی شخص بغیر اطلاع اندر نہ آئے، لیکن محمد بن اسحاق کو عام اجازت تھی" ۱۸ے اسی طرح شعبہ بن الحجاج، سفیان الثوری، زیاد البکائی ان کی توثیق کرتے ہیں کہ یہ ثقہ آدمی ہے۔ باقی امام مالکؒ اور محمد بن اسحاق کے درمیانی ایک ذاتی رنجش تھی، کہ ابن اسحاق امام مالک کے نسب پر اعتراض کرتے تھے، اور اسی طرح ان کے علم پر بھی ان کو اعتراض تھا۔ ابن اسحاق کہتے۔ " ائتونی بعض کتبہ، حتیٰ ابین عیوبہ، أنا بیطار کتبہ" ۱۹ے ترجمہ: "میرے پاس ان کی کتابیں لائیں، میں آپ کو ان کے عیوب سے مطلع کرتا ہوں، میں ان کی کتابوں کا معالج ہوں۔"

لہٰذا اس وجہ سے امام مالک انہیں دجال کہتے تھے۔ اسی طرح ہشام بن عبد الملک بھی ابن اسحاق سے ناراض تھے۔ اس لیے ابن اسحاق نے ہشام کی بیوی سے روایت کی ہشام کے ذہن میں تھا کہ روایت بغیر رویئت یعنی دیکھنے کے بغیر ناممکن ہے۔ گویا ابن اسحاق نے میری بیوی کو دیکھا ہے۔ جسے وہ عیوب خیال کرتے تھے۔ لیکن شاید ہشام کے ذہن میں یہ بات نہ ہو کہ روایت پردہ میں ہو سکتی ہے۔ یا ابن اسحاق نے ان سے بچپن میں روایت لی ہو، یا وہ ابن اسحاق کے پاس بچپن میں آئی ہوں۔ پھر ہشام کو اس سے کیا تکلیف؟

باقی الزامات کے بارے میں خطیب نے اپنی کتاب "تاریخ بغداد" اور ابن سیدالناس نے اپنی کتاب "عیون الاثر" میں ان الزامات کا رد کیا ہے۔ بہر حال۔ ابن اسحاق کی شخصیت خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ بہت سے ائمہ حدیث نے ان کی روایت کو قبول کیا۔ جیسا کہ بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ ۲۰ے

۱۸ے سیرت النبیؐ شبلی نعمانی ج ا ص۳۲ ۔ سیرت ابن ہشام ج ا ص۱۵ (عربی)۔

۱۹ے سیرت ابن ہشام ج ا ص۱۵ (عربی)

۲۰ے سیرت ابن ہشام ج ا ص۱۷ (عربی)

ہم اپنی بحث کو ابن عدی کے اس قول پر ختم کرتے ہیں، جس میں انہوں نے کہا۔

"لولم یکن لابن اسحاق من فضل، الا انه صرف الملوك عن الاشتغال یکتب لا یحصل منها بشیئ، للاشتغال بمغازی رسول الله صلی الله علیه وسلم ومبعثه ومبتداء الخلق، لکانت هذه فضیلة سبق بها ابن اسحاق وقد فتشت احادیثه الکثیرة فلم اجد ما تهیأ ان یقطع علیه بالضعف وربما اخطأ واتهم فی الشیئ بعد الشیئ کما یخطئ غیره"

ترجمہ: ابن اسحاق کی اگر کوئی باعث فضیلت جز نہ بھی ہو، تو صرف ان کا یہی کارنامہ کہ انہوں نے بادشاہوں کی توجہ ایسی کتابوں سے ہٹا دی جن سے انہیں کچھ حاصل نہ ہوتا تھا اور مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی سیرت کی طرف لگادی، باقی میں نے بہت سے احادیث کی چھان بین کی، لیکن مجھے کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس کی بناء پر انہیں ضعیف کہا جا سکے۔ ہاں بعض ایک جگہوں پر دوسروں کی طرح ان سے چوک ہوتی ہے۔" [۱۲]

گویا ابن اسحاق نے آنے والے مورخین، سیرت نگاروں کو سیرت نگاری کا ایک راستہ فراہم کردیا مثلاً ابن ہشام، سہیلی وغیرہ اور پھر ان سے بعد کے لوگوں نے استفادہ علمی کیا اور آج تک لوگ کر رہے ہیں۔ وصلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واجمعین۔ ایمن۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۵۹ سے)

رہنمائی کی ازحد ضرورت ہے۔ اگر مسلمان تبلیغی طرز پر منظم اور غیر محسوس انداز میں کام کرنا شروع کر دیں گے۔ یعنی تبلیغی وفود بھیج کر، اسلامی کتابیں ارسال کرکے، اقتصادی و سیاسی روابط قائم کرکے، وہاں کے علماء، سرکردہ شخصیات اور داعیان دین کو اسلامی ممالک میں مختلف مناسبات میں شرکت کی دعوت دے کر، اور وہاں کے تعلیمی طبقہ کو نوکریاں دلا کر اور طلبہ کو اپنے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخلے دے کر ان سے اسلامی رشتہ کو مضبوط بنیادوں پر اگر استوار کیا جائے تو وہ وقت دور نہیں کہ سنگاپور ایک مسلم ملک بن جائے۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے، جو روح کو تڑپا دے

---

[۱۲] سیرت ابن ہشام ج ا ص۱۷ (عربی)